بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۸ ماہ شہادت۔ آج دس بجے صبح کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو کل شام سے پیٹ میں درد اور اسہال کی شکایت ہو گئی تھی۔ اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے آرام ہے۔ الحمد للہ

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو نزلہ اور سر درد کی وجہ سے ضعف ہے۔ احباب جماعت صحت و عافیت کے لئے دعا فرمائیں ـــــ سیدہ مریم صدیقہ بیگم صاحبہ حرم حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے جوڑوں میں درد کی شکایت میں کمی ہے۔ پوری صحت کے لئے دعا کی جائے۔

حضرت مرزا شریف احمد صاحب کو ابھی تک بخار کی شکایت ہے احباب کامل صحت کیلئے دعا کریں۔

مکرم میاں عبد الرحیم احمد صاحب کے متعلق معلوم ہوا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے انہیں پہلے کی نسبت کسی قدر افاقہ ہے۔ تاہم خطرہ کی حالت ابھی پوری طرح تبدیل نہیں ہوئی۔ احباب خصوصیت سے

جلد ۳۲ | ۲۹ ماہ شہادت ۱۳۲۳ ہش | ۵ جمادی الاول سنہ ۱۳۶۳ھ | ۲۹ اپریل سنہ ۱۹۴۴ء | نمبر ۹۹

روزنامہ الفضل قادیان ـــــ ۵ جمادی الاول ۱۳۶۳ھ

تازہ رؤیاء و الہامات حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

(مرتبہ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل)

۱۲ اپریل بعد نماز عشاء

فرمایا۔ چند دن ہوئے مجھے ایک خواب آئی ہے۔ جو معلوم ہوتا ہے بہت اہم ہے۔ اس لئے میں اُسے سنا دیتا ہوں۔ تاکہ لکھی جائے۔ مجھے یہ خواب بالکل بھول گئی تھی۔ مگر آج یکدم یاد آ گئی۔۔۔

ایک اہم خواب

میں نے رویا میں دیکھا۔ کہ میں ایک شہر میں ہوں۔ غالباً وہ لاہور شہر ہے۔ اور کسی دوائی کے لئے یا کوئی اور چیز لینے کے لئے میں ایک دوکان میں گیا ہوں۔ مجھے اب یہ یقینی طور پر یاد نہیں رہا۔ کہ میں دوائی لینے کے لئے گیا ہوں۔ یا کوئی اور چیز لینے کے لئے۔ مگر خواب کے اگلے حصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ میں دوائی لینے کے لئے ہی گیا ہوں۔ جب میں وہاں پہنچا تو دوکاندار میری بات سن کر ایک اور شخص کو میرے پاس لایا۔ اور اس کا میرے ساتھ انٹرڈیوس کرایا۔ معلوم ہوتا ہے۔ وہ شخص اس کا دوست ہے۔ اور اس کی دوکان پر اکثر آتا رہتا ہے۔ اور وہ بھی لاہور کا ہی رہنے والا ہے۔ دکاندار نے مجھے اس شخص سے یہ کہہ کر انٹرڈیوس کرایا۔ کہ یہ ڈاکٹر سید ممتاز حسین صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس ہیں۔ ایک منٹ کے بعد اسی جگہ ایک اور نوجوان آیا۔ جس کا عنفوانِ شباب معلوم ہوتا ہے۔ گول چہرہ ہے۔ سانولا سا رنگ ہے۔ اور اس کی ڈاڑھی کے چھوٹے چھوٹے بال نکلے ہوئے ہیں۔ جیسے اس کی ڈاڑھی ابھی نکل ہی رہی ہو۔ یا جیسے ایک دو دن کوئی شخص شیو نہ کرائے۔ تو اس کے چہرہ پر چھوٹے چھوٹے بال نکل آتے ہیں۔ اسی طرح اس کے چہرہ پر چھوٹے چھوٹے بال ہیں۔ جب وہ اس دوکان میں آیا۔ تو دوکاندار مجھے اس نوجوان کے متعلق کہتا ہے۔ یہ بھی ڈاکٹر ہے اور اس کی میرے ساتھ ملاقات کراتا ہے۔ خواب میں میں ایسا سمجھتا ہوں۔ کہ یہ دوسرا نوجوان غالباً اس دکاندار کا بیٹا ہے۔ اس کے بعد وہ مجھے کہتے ہیں۔ آپ ذرا لیٹ جائیں۔ تاکہ ہم آپ کا پیٹ دیکھ لیں۔ گویا دوست بن کر انہوں نے مجھ سے یہ کہا کہ آپ ذرا لیٹ جائیں ہم دیکھنا چاہتے ہیں۔ کہ کیا مرض ہے یا مرض کا سبب کیا ہے۔ مجھے اس وقت اچنبھا سا ہوا۔ کہ دوکاندار کو اس بات سے کیا غرض ہو سکتی ہے۔ کہ وہ کسی کا پیٹ ٹٹولے۔ اور اس کا مرض معلوم کرے۔ اس کا کام تو صرف اتنا ہے۔ کہ جو دوائی اس سے مانگی جائے وہ دیدے۔ اس کا یہ کام تو نہیں۔ کہ جب اس سے کوئی دوائی لینے کے لئے آئے۔ تو وہ اُسے یہ بھی کہے کہ آؤ میں تمہاری بیماری معلوم کروں۔ مگر پھر میں سمجھتا ہوں چونکہ اس کا بیٹا بھی ڈاکٹر ہے۔ اور دوسرا شخص بھی ڈاکٹر ہے۔ اس لئے شاید ڈاکٹر ہونے کی وجہ سے انہیں یہ احساس پیدا ہوا ہے کہ مجھے دیکھ لیں۔ وہاں ایک چھوٹی سی چارپائی پڑی ہے۔ میں اس پر ذرا ٹیڑھا ہو کر لیٹ گیا۔ انہوں نے میرے پیٹ کی طرف ہاتھ بڑھایا اور جگر کے نچلے حصہ اور انتڑیوں کے اوپر کے حصہ کو ہاتھ سے ٹٹول کر دیکھا پہلے ڈاکٹر سید ممتاز حسین نے مجھے دیکھا اس کے بعد اس لڑکے نے۔ مجھے یاد نہیں۔ کہ انہوں نے اس لڑکے کا نام بھی مجھے بتایا یا نہیں۔ بہرحال جب وہ دیکھ چکے تو اس کے بعد میں اٹھا۔ لیکن اس وقت مجھے یہ عجیب بات نظر آئی۔ کہ میرا بٹوا جیب سے نکل کر باہر پڑا ہوا ہے۔ اور کھلا ہے۔ اس وقت میں کہتا ہوں۔ اوہو اِن کی غرض تو مجھے لٹانے سے یہ تھی۔ کہ جب میں کوٹ اتار کر لیٹ جاؤں۔ تو یہ مجھے کوئی نقصان پہنچائیں۔ میں اس وقت خیال کرتا ہوں۔ کہ شاید اس میں سے کچھ نوٹ غائب ہیں ساتھ ہی میرے دل میں خیال آتا ہے۔ کہ صرف مالی نقصان ہی نہیں۔ یہ لوگ مجھے جسمانی نقصان بھی پہنچانا چاہتے تھے۔ چنانچہ میں نے جلدی سے بٹوا اپنی جیب میں ڈال لیا۔ اور کوٹ کو بجائے پہننے کے اپنے ہاتھ میں ہی پکڑ کر باہر نکل آیا۔ واللہ اعلم اس نام کا کوئی آدمی لاہور میں ہے یا نہیں۔ اور اس کے کسی اس قسم کے دوکاندار سے دوستانہ تعلقات بھی ہیں یا نہیں۔ بہرحال خوابیں تعبیر طلب ہوتی ہیں۔ ممکن ہے تعبیر ظاہر کے مطابق نہ ہو۔ بلکہ اس میں کوئی مخفی راز ہو۔ اور نام سے بھی کسی اور طرف اشارہ ہو۔

خاص اہمیت رکھنے والا الہام

فرمایا۔ آج صبح جب میں اٹھا۔ تو میرے دل پر الہامی طور پر یہ فقرہ جاری تھا۔

ایڈیٹر:۔ غلام نبی

بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا۔

جس کے متعلق میں سمجھتا ہوں۔ یہ بھی خاص اہمیت رکھتا ہے۔ کہ

وَاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا

یہ الہام میرے قلب پر بار بار نازل ہوا اور بار بار اسے دہرایا گیا۔

۱۳ اپریل بعد نماز مغرب

ایک عجیب رویا

فرمایا۔ پرسوں میں نے ایک عجیب رویا دیکھا۔ اسی دن میں نے اپنی بغلوں کے بال صاف کئے تھے۔ مگر رات کو رویا میں میں نے دیکھا کہ میں اپنی بغلوں میں ہاتھ لگاتا ہوں۔ تو مجھے وہاں اچھے لمبے بال نظر آتے ہیں۔ رویا میں میں کہتا ہوں۔ کہ میں نے تو آج ہی بغلوں کے بال صاف کئے تھے۔ معلوم ہوتا ہے استرا ناقص تھا کہ بال صاف نہیں ہوئے۔ میں تو سمجھتا تھا۔ کہ بال صاف ہو گئے ہونگے۔ مگر وہ ابھی لمبے لمبے ہیں۔ اس رویا کا میری طبیعت پر اتنا اثر تھا۔ کہ میں سمجھتا تھا۔ یہ خواب نہیں۔ بلکہ واقعہ میں ایسا ہوا ہے۔ کہ بال صاف نہیں ہوئے مگر جب دن کو میں نے ہاتھ لگایا۔ تو بال بالکل صاف تھے۔ چونکہ مجھے پہلے کبھی ایسی خواب نہیں آئی تھی۔ اس لئے میں نے تعبیر نامہ منگوا کر دیکھا۔ تو اس میں لکھا تھا اگر کوئی شخص دیکھے۔ کہ اس کی بغلوں کے بال بڑے بڑے ہیں۔ تو اسکا مقصد پورا ہو جائیگا۔ اسی طرح لکھا تھا جو شخص یہ خواب دیکھے۔ اس کی تعبیر یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ صحیح دین پر قائم ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے اسے سخاوت کی توفیق ملتی ہے (تعطیر الانام)

۲۳ اپریل بعد نماز مغرب

ایک اور رویا

فرمایا۔ کل ایک عجیب رویا دیکھا۔ دو مکان مجھے خواب میں نظر آئے۔ وہ چھوٹے چھوٹے ہیں مگر ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے میں نے وہ مکان خرید لئے ہیں۔ میں نے رویا میں ان کی عمارت نئے سرے سے بنی دیکھی ہے۔ گو وہ ہیں چھوٹے چھوٹے۔ ساتھ ہی دل میں خیال گزرتا ہے۔ کہ میں نے دو تجارتی کاموں میں بھی حصہ لیا ہے۔ اللہ تعالےٰ فضل فرمائے۔ اس میں انذاری پہلو بھی ہے۔ اور تبشیری بھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رویا کی طرح کا رویا

فرمایا۔ آج میں نے ویسا ہی ایک رویا دیکھا ہے۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک رویا ہے۔ کہ خواب میں آپ نے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کو دیکھا۔ اور ان سے کہا تا آپ میرے واسطے دعا کریں۔ کہ میری اتنی عمر ہو۔ کہ سلسلہ کی تکمیل کے واسطے کافی وقت مل جائے۔ اس کے جواب میں انہوں نے کہا تحصیلدار۔ میں نے کہا یہ آپ غیر متعلق بات کرتے ہیں۔ جس امر کے واسطے آپ کو دعا کے لئے کہا ہے۔ آپ وہ دعا کریں۔ تب انہوں نے دعا کے واسطے سینہ تک ہاتھ اٹھائے مگر اونچے نہ کئے۔ اور کہا "اکیس" میں نے کہا کھول کر بیان کرو۔ مگر انہوں نے کچھ کھول کر نہ بیان کیا۔ اور بار بار اکیس اکیس کہتے رہے۔ اور پھر چلے گئے (تذکرہ ص ۵۲۷-۵۲۸) یہ ساری رویا تو نہیں مگر آج رات ایک لمبے عرصہ تک یہی رویا ذہن میں آ کر بار بار یہ الفاظ جاری ہوتے رہے اکیس اکیس۔

دشمن کے متعلق الہام

اس کے بعد مجھے ایک اور الہام ہوا میری عادت نہیں۔ کہ میں کسی کے متعلق بددعا سے کام لوں۔ چاہے کوئی کیسا ہی شدید دشمن ہو۔ میں نے اس کے متعلق کبھی بددعا نہیں کی۔ اور اگر کسی وقت کوئی کلمہ جوش کی حالت میں میری زبان سے نکل جائے۔ تو میں بعد میں ضرور دعا کیا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ ان الفاظ کو اس کے حق میں دعا بنا دے۔ مگر آج رات یہ الہامی فقرہ مجھ پر نازل ہوا۔ کہ

اے خدا میرے دشمن سے انتقام لے

اس وقت دشمن کے معنی میری سمجھ میں یہ آئے کہ اس سے مراد کوئی ایسا دشمن ہے۔ جو سردار ہے۔ اور جس کے ماتحت بعض اور لوگ بھی ہیں۔ یہ معلوم نہیں ہوا۔ کہ اس سے کون شخص مراد ہے۔ مگر الفاظ یہی تھے کہ

اے خدا میرے دشمن سے انتقام لے

یہ خدائی فقرہ ہے میرا نہیں۔ اس لئے میرا جو اصول ہے۔ کہ میں کسی کے لئے بددعا نہیں کرتا وہ بہرحال قائم ہے۔ الہام نازل ہوتے وقت کوئی دشمن میرے ذہن میں نہیں تھا۔ صرف اتنا جانتا ہوں۔ کہ وہ اکیلا دشمن نہیں۔ بلکہ ایک لیڈر ہے۔ جس کے ماتحت اور لوگ بھی ہیں۔

رویا یا الہام یا کشف میں جو دعا بتائی جائے۔ اس کے الفاظ گو دعائیہ ہوتے ہیں۔ مگر مراد اس سے کوئی پیشگوئی ہوتی ہے۔ یہ نہیں ہوتا۔ کہ وہ صرف دعا ہو۔ پیشگوئی نہ ہو۔ پس اس الہام سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی دشمن جس کے ماتحت اور بھی لوگ ہیں کسی الٰہی گرفت میں آنے والا ہے۔ واللہ اعلم اس سے کون مراد ہے۔

۲۶ راپریل بعد نماز مغرب

ایک منذر کلام

فرمایا رات کو ایک منذر کلام مجھے معلوم ہوا ہے۔ مجھے اس شخص کا پتہ ہے مگر میں اس کا نام نہیں لیتا۔ وہ ہمارے عزیزوں میں سے ہی ہے۔ مجھے رات کو یہ نظارہ دکھایا گیا۔ کہ وہ کہہ رہا ہے۔ انگلی بھی کٹ گئی اور مرغی بھی ذبح ہو گئی۔ اللہ تعالےٰ کا جو کلام ہوتا ہے اس میں بڑی فصاحت پائی جاتی ہے۔ اس فقرہ میں بھی عجیب مضمون بیان کیا گیا ہے۔ انسان مرغی کو جب ذبح کرنے لگتا ہے۔ تو بعض دفعہ غلطی سے انگلی سامنے آ کر کٹ جاتی ہے۔ مگر اس وقت فقرہ کی ترتیب بالکل اور ہوتی ہے اس وقت انسان یہ کہا کرتا ہے مرغی تو ذبح ہو گئی مگر میری انگلی بھی کٹ گئی۔ گویا وہ مرغی تو ذبح کرنا چاہتا تھا۔ مگر یہ نہیں چاہتا تھا۔ کہ اس کی انگلی کٹے۔ لیکن فقرہ بتاتا ہے۔ کہ مرغی سے جانور نہیں بلکہ انسانی جان مراد ہے۔ کیونکہ الفاظ یہ ہیں۔

"انگلی بھی کٹ گئی۔ اور مرغی بھی ذبح ہو گئی"

گویا دونوں باتیں ہو گئیں۔ حالانکہ وہ نہ مرغی ذبح کرنا چاہتا ہے۔ نہ یہ پسند کرتا ہے۔ کہ اس کی انگلی کٹے۔ جب انسان یہ کہتا ہے۔ کہ مرغی ذبح کرتے ہوئے میری انگلی کٹ گئی۔ تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ ان میں سے ایک چیز خود چاہتا تھا۔ وہ خواہش رکھتا تھا۔ کہ مرغی ذبح ہو جائے۔ مگر یہ نہیں چاہتا تھا۔ کہ انگلی کٹے۔ لیکن اس فقرہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ نہ مرغی ذبح کرنا چاہتا تھا۔ اور نہ انگلی کٹوانا چاہتا تھا۔ گویا دونوں کا طالب نہیں تھا۔ لیکن "انگلی بھی کٹ گئی۔ اور مرغی بھی ذبح ہو گئی" یعنی دو نقصان پہنچے۔ ایک انگلی کٹنے کے رنگ میں۔ اور ایک گھر کی جان جانے کے رنگ میں۔ انگلی کٹنے سے مراد یہ ہے۔ کہ انگلی ہاتھ کی طاقت کی علامت ہوتی ہے۔

پس انگلی کٹنے کے معنے یہ ہیں۔ کہ علاوہ ایک جان ضائع ہونے کے طاقت و قوت کو بھی نقصان پہونچ جائے گا۔ ورنہ وہ مرغی جس کو انسان خود ذبح کرتا ہے۔ اس میں تو وہ خود خواہشمند ہوتا ہے۔ کہ مرغی ذبح ہو۔ اور وہ اس کے ذبح ہونے پر افسوس نہیں کیا کرتا۔ صرف انگلی کٹنے کا اسے افسوس ہوتا ہے۔

مبشر الہام

دوسرا ایک الہام ہے۔ جو اپنے اندر بڑی بشارت رکھتا ہے گو اس میں فکر کا پہلو بھی ہے۔ کیونکہ اس کے ذریعہ ایک ذمہ واری عائد کی گئی ہے۔ اور ذمہ داری بہت کم لوگ ادا کیا کرتے ہیں۔ بہرحال آج رات مجھے یوں معلوم ہوا

کہ اللہ تعالیٰ مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے "اگر تم پچاس فیصدی عورتوں کی اصلاح کر لو تو اسلام کو ترقی حاصل ہو جائے گی۔"

گویا اسلامی فتوحات جو آئندہ آنے والی ہیں۔ ان میں عورتوں کی اصلاح کا بہت بڑا دخل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے۔ کہ اگر اس کے فضل و کرم سے جماعت کی پچاس فی صدی عورتوں کی اصلاح ہو جائے یا شاید قادیان کی عورتیں مراد ہوں تو ترقی اسلام کے سامان مہیا ہو جائیں گے۔ اس الہام کے ذریعہ جماعت کے افراد پر یہ ذمہ واری عائد کی گئی ہے۔ کہ ان میں سے ہر شخص عورتوں اور لڑکیوں کی اصلاح کیطرف توجہ کرے۔ اور کوشش کرے۔ کہ انہیں اسلامی تعلیم حاصل ہو۔ ان میں اسلامی اخلاق پیدا ہوں۔ اور اسلام کی خدمت کا احساس ان کے دلوں میں موجزن ہو۔ پچاس فیصدی عورتوں کی اصلاح کے معنے یہ ہیں۔ کہ اگر ہم ایسا کر لیں۔ تو پچاس فیصدی مرد خدمت دین کے لئے تیار ہو جائیں گے کیونکہ بسا اوقات مردوں کی قربانی میں عورتیں ہی روک بن کر کھڑی ہوتی ہیں۔ لیکن اگر پچاس فی صدی عورتوں کی اصلاح ہو جائے۔ اور وہ بجائے اس کے کہ اپنے مردوں کو خدمت دین سے روکیں۔ ان کو ترغیب و تحریص دلائیں۔ کہ جاؤ اور اسلام کی خدمت کرو۔ تو نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ پچاس فی صدی عورتوں کی اصلاح کے ساتھ ہی پچاس فی صدی مردوں کی بھی اصلاح ہو جائے گی۔ اور اگر جماعت میں اتنی قربانی پیدا ہو جائے کہ اس میں سے نصف ہی اسلام کی خدمت کے لئے ہر قسم کی قربانیاں پر آمادہ ہو جائیں۔ تو [illegible] کے رو سے [illegible] بھی اسلام کی ترقی کے لئے کافی ہوگا۔ اور اس کے نیک نتائج خدا تعالیٰ کے فضل سے ظاہر ہونے شروع ہو جائیں گے۔

اَلْمُؤْمِنُ یَرٰی اَوْ یُرٰی لَہٗ

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے رؤیا کی مصدق

احباب جماعت کی خوابیں

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بذریعہ رؤیا جو یہ انکشاف فرمایا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مصلح موعود کے متعلق پیشگوئی کے آپ ہی مصداق ہیں۔ اس رؤیا سے قبل جماعت احمدیہ کے بہت سے اصحاب کو خدا تعالیٰ نے ایسی خوابیں دکھائیں۔ جن میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی علو شان اور علو مرتبت کا ذکر ہے۔ اور جن میں ان عظیم الشان کارناموں کی طرف اشارہ ہے۔ جو مصلح موعود کی ذات والاصفات سے ظہور پذیر ہوئے۔ اور آئندہ ہونے والے ہیں۔ ذیل میں ایسی خوابوں میں سے ایک اور پیش کی جاتی ہے

(۵۵)

گزارش ہے کہ شروع مارچ ۱۹۴۰ء میں خاکسار کو ایک مضمون لکھنے کی تحریک ہوئی کہ جماعت احمدیہ کی ترقی کے کون کونسے ذرائع ہو سکتے ہیں۔ پھر معاً خیال آیا کہ اس مضمون کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تقاریر یا ارشادات کی روشنی میں تحریر کیا جائے۔ چنانچہ یہ مضمون مختصراً اخبار الفضل ۱۲ اگست ۱۹۴۳ء میں شائع ہو چکا ہے۔ ان دنوں دعا کے لئے خاص ذوق پیدا ہوا۔ اور دن رات کئی دفعہ نہایت ذوق میں دعائیں کیں۔ اس امر کے متعلق کہ اللہ تعالیٰ اپنی ایک تجلی سے اسلام اور احمدیت کو غیر معمولی ترقی عنایت فرمائے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شب و روز کی پُر درد اور پُر اخلاص دعاؤں کو قبول فرما کر حضرت کی جماعت کو غلبہ عطا فرمائے۔

اسی خیال میں نیز نیند نہ آنے کی وجہ سے خاکسار کو خیال آیا۔ کہ اس شب کو (درمیان شب ۷ و ۸ اور ۸ کو جمعہ کا دن تھا) وضو کر کے نہایت خشوع سے دو رکعت نماز ادا کی جائے۔ کیونکہ تہجد کا وقت تھا۔ اور حضور انور ہی میں التجا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ اسلام اور احمدیت کو غلبہ عنایت فرمائے۔ خاکسار نے ایک [illegible] کی۔ اور اللہ تعالیٰ سے اپنے دل میں ایک عہد کیا۔ اس نیت سے جب خاکسار اپنے مکان کے صحن میں وضو کر رہا تھا۔ اور نصف وضو ہی کیا تھا۔ کہ خاکسار کی حالت بدل گئی حواس سب ٹھیک تھے۔ لیکن بیٹھے بیٹھے ایسا معلوم ہوا۔ کہ کسی غیر معمولی طاقت نے خاکسار کو آن دبایا ہے۔ دل پر ایک غیر معمولی ضرب یا بوجھ محسوس ہوا۔ نتیجہ یہ کہ خاکسار بیٹھنے سے مجبور ہو کر زمین پر بے اختیار اور بغیر کپڑوں کی پرواہ کئے لیٹنے پر مجبور ہو گیا۔ ایسا معلوم ہوا کہ کسی بیرونی طاقت نے تمام جسم پر قبضہ کر لیا ہے۔ اسی حالت میں خاکسار کی زبان پر ایک کلام جاری ہوا۔ شاید الفاظ میں کچھ غلطی ہو لیکن مفہوم یہ تھا۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ اسلام زندہ ہو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہوں۔ یا ان کے انوار ظاہر ہوں۔ دنیا مسیح موعود کو قبول کرے۔ اور لوگ محمود کے مقام کو پہچانیں۔

اس واقعہ سے کہ شاید خاکسار کے گھر والے ہیں کہ اندرون مکان سو رہے تھے۔ لیکن یہ الفاظ بڑی شدت سے [illegible] کی آواز سے جاگ اٹھے۔ اور خاکسار کو زمین پر لیٹے ہوئے پایا۔ خاکسار کے وجود پر ایک ڈر اور خوف طاری ہو گیا وضو وہیں رہ گیا۔ اور خاکسار چارپائی پر لیٹ گیا۔ پھر ایک سلسلہ مضامین شروع ہو گیا۔ قرآن کریم کی بعض آیات سے خصوصاً سورہ بنی اسرائیل کے (اپنے فہم کے مطابق) نئے معارف کھلے۔ ایسے ہی سورہ بقرہ کی بعض آیات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ اور پھر ایک نبی کا واقعہ او کالذی مر علیٰ قریۃ کے متعلق کئی نئی باتیں ذہن میں آئیں۔ اس حالت میں ایک عجیب برکت اور چمک محسوس ہونے لگی۔

بہت دیر بعد جب صبح نمودار ہوئی تو پھر ذہن اس طرف منتقل کیا گیا۔ کہ وضو کرتے ہوئے جو واقعہ پیش آیا۔ اور جو کلام جاری ہوا وہ تو الہام تھا جو اوپر درج ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس غیر معمولی اور خلاف توقع انعام کا انتہا درجہ شکر ادا کیا۔ کیونکہ یہ انعام محض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت اور حضور کے طفیل تھا۔ خاکسار نے اپنے وجود کی اور بھی نفی کی۔ کہ یہ تو درحقیقت اسی چشمہ کی برکت ہے۔ ورنہ من آنم کہ من دانم

اسی دن صبح قریباً آٹھ بجے دن جب خاکسار اسلام اور احمدیت کی ترقی کے متعلق سوچ رہا تھا۔ کہ کونسے ذرائع ہو سکتے ہیں۔ یا اربع عناصر کی طرح وہ کیا چیزیں ہیں جس سے اسلام زندہ ہو سکتا ہے۔ دنیاوی زندگی کے لئے ہوا اور پانی نہایت ضروری ہیں۔ جس طرح ایک ہی ہوا ہر جگہ موجود ہے اسی طرح ضروری ہے۔ کہ اسلام کے منادی دنیا کے ہر ملک پر چھا جائیں۔ اور اسلام کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ پیش کریں۔ کیونکہ حضور بمنزلہ آسمانی پانی کے ہیں۔ اور اب حضور کے ساتھ اسلام کی ترقی وابستہ ہے۔ خاکسار اسی قسم کے خیالات میں مستغرق تھا۔ اور کرسی لگا کے میز پر اپنا روزمرہ کا کام شروع کرنے والا تھا۔ اور [illegible] با ہوش و حواس تھا کہ یکدم آنکھوں کے سامنے ایک نیا عالم پیدا ہو گیا۔ اور خاکسار کی آنکھ ایک مخفی رنگ اختیار کر گئی۔ اس سے پہلے خاکسار کو عام طور [illegible]

نہ تھا۔ کہ کشف کیا ہوتا ہے کشفی طور پر میں نے دیکھا۔ کہ زمین کا نقشہ بدل گیا ہے۔ اور انقلاب ہو چکا ہے۔ یہ حالت دیکھ کر میں دیوانہ سا ہو گیا۔ کہ اتنی جلدی نقشہ بدل گیا۔ یہ بھی دکھایا گیا۔ کہ سیدنا حضرت محمود کے غلام (دیوانہ وار کام میں لگے ہوئے ہیں۔ خاکسار نے اسی کشف میں ایسے وجودوں کی تصاویر کام کرتے ہوئے دیکھیں۔) زمین کا نقشہ بدل دیں گے شاید ایک آدھ منٹ تک یہ کشفی حالت رہی۔ اس واقعہ کا گواہ میرا مددگار ہے۔ کیونکہ وہ بھی خاکسار کی اس حالت کو دیکھ کر بہت متعجب ہوا۔

پھر اسی دن قریباً ایک گھنٹہ بعد یہ کلام نہایت شدت کے ساتھ جاری ہوا۔ کیا ہو گیا۔ کیا واقعہ ہونے والا ہے۔ ابھی ہونے والا ہے۔ دنیا کا نقشہ* ابھی بدلا جانے والا ہے۔ ابھی کچھ انقلاب ہو گا .... اور یہ ظاہر کیا گیا۔ کہ یہ انقلاب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور سیدنا حضرت محمود کی دعاؤں کے طفیل ہو گا۔

امسال حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے جب اللہ تعالےٰ سے علم پا کر یہ اعلان فرمایا۔ کہ حضور ہی پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق ہیں۔ تو خاکسار کو اپنے اس واقعہ کی صحت پر اور بھی یقین ہو گیا۔ کیونکہ اس میں یہ کلام موجود ہے۔ کہ "میں چاہتا ہوں۔ کہ لوگ محمود کے مقام کو پہچانیں"۔ اب اللہ تعالیٰ دنیا میں ایسے حالات پیدا کرے گا۔ کہ حضور کا مقام زیادہ سے زیادہ روشن ہو گا۔ آمین۔ اسی روز خاکسار نے محسوس کیا۔ کہ حضور ایک خاص دعا کریں گے۔ جس میں حضور کے خدام شامل ہوں گے۔ لیکن یہ امر خاکسار نے اپنی نوٹ بک میں درج نہیں کیا تھا۔ ایسا یاد ہے۔ خاکسار ڈاکٹر کریم الدین میڈیکل آفیسر

---

*موجودہ ہنگامے نے مارچ ۱۹۴۰ء کے بعد ایک نیا رنگ پیدا کیا۔ کیونکہ اس کے بعد جرمنی نے یورپ کا نقشہ بدل دیا۔

نفسِ انسانی کی اصلاح صِغر سنی میں بہتر ہوتی ہے

(الہام حضرت مصلح الموعود)

حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیث شریف میں فرمایا ہے۔ مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدًا مِنْ نَحْلٍ افضل من ادب حسنٍ (جامع ترمذی) یعنی ایک باپ کا اپنی اولاد پر سب سے بڑھ کر احسان یہ ہے۔ کہ وہ اس کی تربیت بہتر اور عمدہ رنگ میں کرے اس حدیث کا اگر بہترین الفاظ میں ترجمہ کیا جائے۔ تو وہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا وہ الہام ہے۔ جسے حضور نے مجلس مشاورت کے ایام میں بیان فرمایا ہے۔ کہ "نفس انسانی کی اصلاح صغر سنی میں بہتر ہوتی ہے"

اس الہام اور مندرجہ بالا حدیث شریف کے الفاظ گو مختصر ہیں لیکن مطالب اور معانی کے لحاظ سے اپنے اندر بہت وسعت رکھتے ہیں۔ ان الفاظ میں قومی ترقی کا راز مضمر ہے۔ اور جس قوم کے افراد بھی اس اصل پر کاربند ہوں گے۔ وہ کسی میدان میں ناکام نہیں ہوں گے۔ کیونکہ انسانی تربیت کا بہتر یا ناکارہ ہونا ہی ایسی بات ہے۔ جس پر اس کی ترقی اور ناکامی کا انحصار ہوتا ہے۔ اگر ایک انسان کی تربیت عمدہ رنگ میں ہو۔ اور پھر یہ تربیت اتفاقی طور سے نہیں۔ بلکہ قومی لحاظ سے اس کے ورثہ میں آئی ہو۔ اور اس کا ماحول بھی اس رنگ میں رنگین ہو۔ تو ایسی تربیت ہر ترقی اور کامیابی کے وقت اس کی بہترین معاون ثابت ہو گی۔ لیکن اگر یہ تربیت ناقص رنگ میں ہوئی ہے۔ اور قوم کے افراد من حیث القوم اس جہت سے لاپرواہ ہیں۔ تو پھر ایسی تربیت ہر میدان میں اسے خائب و خاسر رکھنے والی ہو گی۔

حدیث شریف کے الفاظ میں اس امر کی صراحت کی گئی ہے۔ کہ انسان کی تربیت کا بہتر زمانہ وہ ہوتا ہے۔ جب وہ بچہ ہو۔ اسی لئے باپ کو یہ ہدایت دی گئی ہے۔ کہ وہ اپنی اولاد کی اچھی تربیت کا ذمہ وار ہے۔ اور سب احسانات سے بڑا احسان اس بات کو قرار دیا ہے۔ کہ وہ اپنے بچوں کی تربیت بہتر بنائے۔ اسی طرح حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالےٰ کے الہام میں واضح الفاظ میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ نفس انسانی کی اصلاح کا بہترین زمانہ صغر سنی ہے۔ یہی وہ زمانہ ہے جس میں انسان کی تربیت بہترین رنگ میں ہو سکتی ہے۔ اور اس کی عادات۔ اطوار۔ اور اخلاق کو جس رنگ میں چاہیں ڈھالا جا سکتا ہے۔ اس وقت انسانی نفس ایک شفاف آئینہ کی طرح ہوتا ہے۔ اور جس قسم کے نقوش چاہیں اس پر قائم کر سکتے ہیں۔ لیکن بڑی عمر میں یہ بات نہیں ہوتی۔ بلکہ اس وقت بڑی کاوش اور محنت درکار ہوتی ہے۔ پہلے قائم شدہ نقوش کا مٹانا اور پھر دوسرے نقوش کا اس پر جمانا۔ اور اس میں بھی پہلے نقوش جیسی صفائی اور عمدگی نہیں ہوتی۔ پس نفسِ انسانی کی صحیح اور حقیقی تربیت کا زریں اصل یہی ہے۔ کہ بچپن سے ہی اس کی جانب خاص توجہ دی جائے۔ اور ایسا ماحول پیدا کیا جائے۔ جس سے بچوں کی تربیت دینی۔ قومی اور ملّی لحاظ سے ہر رنگ میں بہتر اور عمدہ ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :-

"یہ بات بھی غور کرنے کے قابل ہے۔ کہ دینی علوم کی تحصیل کے لئے طفولیت کا زمانہ بہت ہی مناسب اور موزوں ہے جب ڈاڑھی نکل آئی۔ تب ضَرَبَ یَضْرِبُ یاد کرنے بیٹھے تو کیا خاک ہو گا۔ طفولیت کا حافظہ تیز ہوتا ہے۔ انسانی عمر کے کسی دوسرے حصہ میں ایسا حافظہ کبھی بھی نہیں ہوتا۔ مجھے خوب یاد ہے۔ کہ طفولیت کی بعض باتیں تو اب تک یاد ہیں۔ لیکن پندرہ برس پہلے کی اکثر باتیں یاد نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ پہلی عمر میں علم کے نقوش ایسے طور پر اپنی جگہ کر لیتے ہیں۔ اور قویٰ کے نشوونما کی عمر ہونے کے باعث ایسے دلنشین ہو جاتے ہیں۔ کہ پھر ضائع نہیں ہو سکتے"۔ (ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ ۲۶۵)

اسی طرح ایک اور جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"اولاد کی خواہش تو لوگ بڑی کرتے ہیں۔ اور اولاد ہوتی بھی ہے مگر کبھی یہ نہیں دیکھا گیا۔ کہ وہ اولاد کی تربیت اور ان کو عمدہ اور نیک چلن بنانے اور خدا تعالےٰ کے فرمانبردار بنانے کی سعی اور فکر کریں۔ نہ کبھی ان کے لئے دعا کرتے ہیں۔ اور نہ مراتب تربیت کو مدنظر رکھتے ہیں۔ میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں۔ جس میں میں اپنے دوستوں۔ اولاد اور بیوی کے لئے دعا نہیں کرتا۔" (الحکم ۲۴ ستمبر ۱۹۰۱ء)

ان حوالجات سے ظاہر ہے کہ انسان کو اپنی اولاد کی اچھی تربیت کا کس قدر خیال رکھنا چاہیئے۔ اور اس کے لئے دعا سے بھی اور ظاہری اسباب سے بھی ہر طرح کوشش کرنی چاہیئے۔ اور اس تربیت کا بہترین زمانہ طفولیت کا زمانہ ہے۔ کیونکہ اس میں دو فائدے مضمر ہیں۔ ایک تو ابتداء سے انسان کی زندگی پاکیزہ ہو گی۔ گویا اس کی بنیاد ہی مضبوط اور استوار ہو گی۔ اور دوسرا فائدہ یہ ہے۔ کہ اس عمر میں جو نقوش قائم ہوتے ہیں۔ وہ انسانی طبیعت کا جزو بن جاتے ہیں۔ اور ان کا اثر دیرپا ہوتا ہے۔ پس جو قوم اپنے بچوں کی تربیت کا خیال طفولیت کے زمانہ سے ہی رکھتی ہے۔ اور انہیں صحیح رنگ میں تربیت دیتی ہے۔ وہ صفحۂ دہر پر اپنا دوامی نقش قائم کرنے والی ہوتی ہے۔ اور اس غرض کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ اس الہام کو اپنا موٹو بنایا جائے۔ کہ "نفسِ انسانی کی اصلاح صغر سنی میں بہتر ہوتی ہے"۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اس سنہری اصل پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تا الہام کے ذریعہ اس کے اپنے بتلائے ہوئے طریق پر کاربند ہو کر ہم دینی اور دنیوی انعامات

زبان عربی کے ام الالسنہ ہونیکے خلاف ایک غیر مسلم کے اعتراضات پر نظر

(۲)

عربی اور سنسکرت کے مصادر

پروفیسر چیتن دت صاحب نے دعویٰ تو یہ کیا۔ کہ "سنسکرت ام الالسنہ ہے عربی نہیں"۔ مگر اسپر ایک بھی دلیل نہیں دی۔ البتہ ایک بات یہ تحریر فرمائی ہے۔ کہ "عربی مصادر کم از کم سہ حرفی اور سنسکرت مصادر عموماً دو حرفی۔ بعض دفعہ ایک حرفی اور بعض دفعہ دو حرفوں سے زیادہ حروف والے ہوتے ہیں۔ ... اور چونکہ چھوٹے سے چھوٹے روٹ سنسکرت میں ملتے ہیں۔ اس لئے ایک وجہ اس کے ام الالسنہ ہونے کی یہ بھی ہے"۔

(پیام اتحاد صـ۲۲)

یعنی عربی مصادر زیادہ حروف والے اور سنسکرت مصادر کم حروف والے ہوتے ہیں۔ اس لئے سنسکرت زبان ام الالسنہ ہے۔ مگر پروفیسر صاحب کی یہ خود ساختہ دلیل ان کے عربی اور سنسکرت سے بے بہرہ ہونے کا ثبوت ہے۔ اس لئے کہ سنسکرت زبان کے مصادر قطعاً عربی کے مصادر سے چھوٹے نہیں ہوتے اور نہ ہی ایک حرف کا کوئی مصدر سنسکرت زبان میں ہوتا ہے۔ آپ "دھاتو پاٹھ" نامی رسالہ دیکھیں۔ جس میں مہرشی پانینی جی نے سنسکرت کے مصادر جمع کئے ہوئے ہیں اس میں تقریباً ۱۹۴۳ مصادر انہوں نے دئے ہیں۔ مگر ایک حرفی ان میں ایک بھی نہیں۔ اس لئے یہ دعویٰ سراسر غلط ہے اور سنئیے۔ عربی مصادر مجرد ہونے کی حالت میں یعنی اپنی اصلی حالت میں (ثلاثی مجرد) تین حروف والے اور بعض (رباعی مجرد) چار حروف والے ہوتے ہیں۔ اور بعض (خماسی مجرد) پانچ حروف کے ہوتے ہیں۔ اس سے زائد نہیں۔ مگر سنسکرت زبان کے مصادر مجرد ہونے کی حالت میں بھی چھ چھ بلکہ سات سات حروف کے ہوتے ہیں۔ مثلاً دیکھئے مصدر "بیبھشوی دا" چھوڑنے اور ترک کرنے کے معنے دیتا ہے۔

(سدھانت کومدی صـ۳۷۳)

ایسے ہی مصدر "اُچ چھوی در" چمکنے وغیرہ کے معنے دیتا ہے۔ (صـ۳۱۲ کتاب مذکور) یہ مصدر اپنی ابتدائی یعنی مجرد ہونے کی حالت میں بھی سات سات حروف کے ہیں۔ اور ایسے مصادر سنسکرت میں کئی ایک ہیں مگر عربی زبان میں کوئی مصدر اپنی اصلی یعنی ابتدائی حالت میں سات حروف کا نہیں ہے پس نتیجہ یہ نکلا کہ اپنی اصلی حالت میں یعنی چھوٹا ہونے کی حالت میں مصادر عربی زبان میں ہی ملتے ہیں سنسکرت میں بالکل نہیں۔ اور بالفاظ پروفیسر صاحب "چھوٹے مصادر والی زبان ہی ام الالسنہ ہے"۔ لہذا اُن کے قائم کردہ معیار کے مطابق عربی زبان ام الالسنہ ہے۔

عربی اور سنسکرت کے مادوں میں اشتراک

دوسری بات جسپر پروفیسر صاحب نے بہت زیادہ زور دیا ہے۔ یہ ہے کہ عربی اور سنسکرت کے مادے چونکہ آپس میں ملتے ہیں۔ اسلئے سنسکرت ام الالسنہ ہے۔ اور آپ نے ان دونوں زبانوں کے الفاظ کی باہمی شابہت دکھانے پر ہی اپنے دعوے کا دار و مدار رکھا ہے جیساکہ آپ حضرت اقدس کے متعلق فرماتے ہیں۔ "ہمارے مرزا صاحب نے الہام کا نام لے کر کس قدر غضب کیا کہ ۲۰ صفحے کی کتاب لکھ کر اس میں ۵۔ ۱۰ الفاظ کا بھی حوالہ نہیں دیا۔ دس پانچ کیا دو تین الفاظ کا بھی حوالہ نہیں دیا"۔

(پریم پرچارک ۳۱ جنوری ۱۹۳۸ء)

یعنی آپ کے نزدیک ان دونوں زبانوں کے الفاظ یا مادوں کی باہمی مشابہت دکھا دینے سے ایک زبان کا ام الالسنہ ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بقول ان کے ادھر توجہ نہیں فرمائی۔ حالانکہ پروفیسر صاحب کا یہ اصول بھی قطعاً قابلِ قبول نہیں۔ کیونکہ دونوں زبانوں کے محض مادوں کے مل جانے سے تو ان میں اشتراکیت ثابت ہوتی ہے نہ کہ ایک کا ام الالسنہ ہونا اور دوسری کا اس کی بیٹی ہونا۔ پروفیسر صاحب نے بار بار لکھا ہے کہ "آپ دیکھ رہے ہیں کہ سنسکرت اور عربی مصادر میں کس قدر صوری اور معنوی مطابقت ہے"۔ (پیام اتحاد صـ۲۱۸) بہرکیف دونوں (عربی اور سنسکرت) زبانوں کے مادوں میں بیحد مطابقت ہے۔ (صـ۲۲۶) "آپ دونوں زبانوں کی لفظی اور معنوی مطابقت اور مشابہت پر غور فرماویں"۔ (صـ۲۲۰)

"الغرض اس قدر مادے مشترک ملتے ہیں کہ سمجھدار انسان ان دونوں زبانوں (عربی و سنسکرت) میں فوراً مطابقت تاڑ لیتا ہے"۔ (صـ۲۲۳)

یعنی دونوں زبانوں کے مادوں کے باہمی ملنے سے اُن میں مشابہت ثابت ہوتی ہے۔ پس دونوں زبانوں کے مادوں کا آپس میں ملنا اشتراکیت کی دلیل ہے نہ کہ ایک زبان کے ام الالسنہ اور دوسری کے بیٹی ہونے کی دلیل۔ یہ بات دریافت کرنے کیلئے کہ "ان دونوں زبانوں میں کونسی ام الالسنہ ہے اور کونسی اسکی بگڑی ہوئی شکل ہے"۔ ان دونوں کی اصولی خوبیوں کو دیکھنا ہوگا۔ جس میں ام الالسنہ ہونے کی صفات موجود ہونگی۔ اسے ہم ام الالسنہ کہیں گے۔ اور جو اُن خوبیوں سے خالی ہوگی اسے دُوسری کی بگاڑی ہوئی شکل یا اُس کی بیٹی کہیں گے۔ ایسا ہی ان کے مفردات کے نظام کو دیکھنا ہوگا۔ کہ کس کا مکمل ہے اور کس کا ناقص اور اُدھورا ہے۔

اب مَیں بتاتا ہوں کہ اُم الالسنہ ہونے کی جو جو بھی خوبیاں ہوسکتی ہیں وہ سب کی سب عربی میں موجود ہیں۔ سنسکرت میں ایک بھی نہیں۔

عربی کے ام الالسنہ اور سنسکرت کے ناقص ہونے پر پہلی دلیل

سب سے پہلی دلیل جس سے سنسکرت کا عربی سے نکلی ہوئی یعنی اس کی بگاڑی ہوئی شکل ہونا ثابت ہوتا ہے۔ وہ اس کا اپنا نام یعنی "سنسکرت" لفظ ہی ہے۔ سنسکار سنسکرت زبان میں اس کام کو کہتے ہیں۔ جس سے کسی چیز میں تبدیلی کرکے اسے نئی شکل دے دی جائے۔ مثلاً شیر سنگھ کا بیٹا اندر، ہندو مسلمان کے لڑکوں کی طرح ہی تھا۔ ان کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ کہ شیر سنگھ نے اُسے بلاکر اپنے کسی گورو سے اسے کچھ کلمات سُنائے۔ چند نصیحتیں کیں۔ اُس کے سر کے سیدھے بالوں کو گھیر کر اور اکٹھا کرکے اُوپر کو باندھا۔ اندر کا تہبند اتار کر اُسے کچھا پہنا دیا۔ بازو میں ایک لوہے کا کڑا پہنا دیا گلے میں کرپان لٹکادی اور اس کا نام بجائے اندر کے اندر سنگھ رکھ دیا۔ اس ساری تبدیلی کا نام من حیث المجموع "سنسکار" ہے۔ ماحصل یہ کہ "سنسکار" کا مفہوم وہ کام ہے۔ جس سے کسی چیز کو تبدیل کرکے اسے نئی شکل دے دی جائے۔ اور "سنسکرت" کے معنے "تبدیل شدہ چیز" کے ہیں۔ یعنی اپنی اصلی حالت سے بگاڑی ہوئی۔ اور یہ پروفیسر صاحب تسلیم کر ہی چکے ہیں کہ عربی اور سنسکرت کے مادوں میں بہت زیادہ مشابہت ہے اب ان دونوں زبانوں میں ماں کون ہے اور اس کی بگڑی ہوئی شکل یا اسکی بیٹی کون ہے۔ اسے "سنسکرت" لفظ ہی بتا رہا ہے۔ کہ سنسکرت زبان ہرگز ہرگز ام اور اصل نہیں۔ بلکہ یہ اُس زبان کی بگاڑی ہوئی شکل ہے۔ جس سے اس کے مادے مشابہت رکھتے ہیں۔ اور وہ عربی زبان ہی ہے، یہ بات پروفیسر صاحب بارہا تسلیم کر چکے ہیں۔ اور سنسکرت زبان کے الفاظ بھی بڑے زور سے ہماری تائید کر رہے ہیں۔ عربی میں لفظ "ناد" بمعنی پکارنا آتا ہے۔ پروفیسر صاحب کے اباؤ اجداد نے اُسے لیکر اس کا الف اُڑا کر "ند" بمعنے آواز کرنا بنالیا۔ عربی میں "ما" بمعنی نہ آتا ہے۔ ان کے اباؤ اجداد نے اسے عربی سے لے کر اس کا "مانگ" بمعنی نہ بنالیا۔ مگر استعمال اب بھی اسے "ما" اس کی اصلی شکل میں کرتے ہیں۔ یعنی دکھاتے "مانگ" ہیں۔ مگر استعمال ہمیشہ اس کی اصلی شکل "ما" کرتے ہیں۔ ماحصل یہ کہ جیسا برہمن لوگ بچے کا "چوڑا کرن" نامی سنسکار کرکے اُس کے سر کے بالوں کو کاٹ ڈالتے ہیں۔ اور سر کے درمیان چند بال باقی چھوڑکر اس کا نام چوٹی رکھ دیتے ہیں

اور یہ کام سنسکار کہلاتا ہے۔ ویسے ہی آپ کے آباؤ اجداد نے ام الالسنہ عربی کے الفاظ لے کر ان میں کمی بیشی کر کے ایک زبان تیار کر لی۔ اور اس کا نام سنسکرت رکھ دیا۔ جس کے مفہوم میں ہی یہ بات داخل ہے "تبدیل شدہ چیز"۔ اس پر مفصل بحث انشاء اللہ العزیز رسالہ "تصدیق من الرحمٰن" میں کی جائے گی فانتظر

دوسری دلیل

سب با علم لوگ اس بات پر متفق ہیں کہ خداوند عالم کی ذات پاک سبحانہ تعالیٰ وہ رحیم کریم ہے سب مخلوق کی ہر وقت پرورش فرما رہی ہے اس کے انسانوں حیوانوں پرندوں حتیٰ کہ کیڑوں مکوڑوں پر بھی کروڑہا احسانات ہیں اس لئے وہ زبان جو ام الالسنہ ہو اس کے لئے نہایت ضروری ہے کہ خداوند عالم کے لئے ایک ایسا ذاتی نام وضع کرے کہ جو اس کی صفات کاملہ کا مظہر ہونے کے علاوہ اسے باقی تمام سے علیحدہ کرے۔ یعنی وہ نام کسی اور پر صادق نہ آسکے اور اس کی صفات کاملہ کا مظہر بھی ہو عربی زبان نے خداوند عالم کے لئے ذاتی نام "اللہ" وضع کیا ہے جس کے معنے ہیں "جامع جمیع صفات کاملہ" یعنی وہ تمام صفات کاملہ کو اپنے اندر رکھنے والی ہستی۔ یہ نام سوائے خداوند عالم کے اور کسی پر صادق نہیں آتا۔ اور نہ ہی یہ کسی اور معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اور صاف ظاہر ہے کہ یہ نام خداوند عالم کی ذات پاک کا مظہر ہے۔ اور اسے ایک ایسی ذات ثابت کرتا ہے جو اپنی صفات کے اعتبار سے بے نظیر ہے۔ مگر سنسکرت زبان میں خداوند عالم کا کوئی ذاتی نام نہیں اور یہ اس بات کا زبردست ثبوت ہے کہ عربی زبان ہی ام الالسنہ ہے۔ اگر کوئی کہے کہ سنسکرت میں اوم خدا کا ذاتی نام ہے۔ جواباً عرض ہے کہ اوم خدا کا ذاتی نام بالکل نہیں۔ اوم کے معنے تصدیق اور "جی ہاں" کے ہیں مثلاً دیدنے بکرے سے پوچھا اے شریعت ہما کیا تم نے پانی پیا تھا؟ جواب دے ... اوم یعنی "ہاں" [illegible] ... تصدیق کرکے [illegible] ... اوم الٰہی معنوں میں آتا ہے۔ ملاحظہ ہو کانڈ ا [illegible] ... [illegible] ... دیا تیر جاتا ہے سوتیں میں (بقیہ کالم پر)

جماعت احمدیہ پٹیالہ کا سالانہ جلسہ

سکھ مسلم اتحاد پیدا کرنے والی دلچسپ تقریریں

محلہ ڈھک بازار متصل سبزی منڈی عقب قلعہ مبارک مقام جلسہ قرار پایا جو ایک وسیع اور محفوظ میدان ہے۔ اسے قبل از وقت سرکار پٹیالہ سے سامان ٹینٹ سائبان و قناتیں اور فرش حاصل کر کے بہت شاندار طریق سے آراستہ کیا گیا اور بجلی گلوب اور قمقموں وغیرہ کے علاوہ لاؤڈ سپیکر بھی نصب کر دیا گیا۔ جلسہ کی تشہیر بڑے زور کے ساتھ کی گئی۔ بہ نسبت سنین ماسبق کے حاضری سامعین زیادہ رہی۔ اور تمام جلسہ گاہ پُر ہو کر سڑک اور سبزی منڈی متصلہ تک لوگ بکثرت موجود رہے

۱۶ اپریل ساڑھے آٹھ بجے جلسہ شروع ہوا جس کے صدر سردار ہر چند سنگھ صاحب لفٹر انگریکلچر پٹیالہ تھے جناب مولوی محمد حسین صاحب نے شان محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قریب ڈیڑھ گھنٹہ نہایت پُر زور اور مدلل تقریر فرمائی۔ اور خصوصیت کے ساتھ احمدیت کے نقطہ نگاہ کو ملحوظ رکھا

لوگوں نے اس دلچسپی سے تقریر سنی کہ تقریر کے آخر تک سامعین کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا مولوی صاحب کی تقریر ختم ہونے پر جناب گیانی واحد حسین صاحب نے تقریر کی جس کا موضوع سکھ و مسلم اتحاد تھا۔ گیانی صاحب نے اپنے خاص طرز بیان اور سکھ صاحبان کے قابل فہم زبان میں تقریر شروع کی۔ اور آخر تک جوش کے ساتھ گرنتھ صاحب اور سکھ کتب کے حوالہ جات سے اپنے بیان کی تائید کرتے رہے۔ جس سے لوگوں کی دلچسپی میں نمایاں اضافہ ہوا۔ اور کئی سکھ صاحبان نے بڑے زور سے کہا کہ اگر ایسے جلسے ہوتے رہیں۔ تو بجائے فساد کے آپس میں محبت اور اتحاد بڑھے

۱۷ اپریل کو بھی اوقات مذکورہ گذشتہ میں ہی جلسہ ہوا۔ تعداد سامعین و حاضرین قبل از وقت کل سے زیادہ تھی۔ نہایت امن و سکون کے ساتھ لوگوں نے سنا اور دلچسپی کا اظہار کیا۔ اس روز مولوی محمد حسین صاحب نے مضمون دید وغیرہ کو نہایت آزادانہ طریق سے اپنے انداز سے پورا فرمایا۔ سکھ صاحبان کی دلچسپی اور پسندیدگی کا جو عالم تھا وہ اُن کی دلچسپی سے سننے اور بشاشت سے ہویدا تھا۔ اختتام جلسہ پر جب جماعت کی طرف سے سرکار والا مہاراجہ صاحب بہادر بالقابہ کا ایسے جلسوں کے مواقع پر سامان سرکاری وغیرہ عطا فرما کر امداد فرمانے اور مذہبی آزادی کے ایسے جلسوں کی اجازت دینے کے متعلق سردار صاحب کا جلسہ میں تشریف لا کر درخواست صدارت قبول فرمانے پر شکریہ ادا کیا۔ تو انہوں نے اس کے جواب میں کھڑے ہو کر باہمی اتحاد پر مبنی ایک مختصر تقریر فرمائی اور شکریہ کے متعلق فرمایا کہ جماعت احمدیہ پٹیالہ نے جس نیک کام میں شرکت کے لئے مجھے موقعہ دیا ہے اس کے لئے خود مجھ کو اُن کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔

غرض جلسہ بہت امن و سکون کے ساتھ اور شاندار اور مؤثر پیرایہ میں سرانجام ہوا اور عام اشخاص پر مذہبی نقطہ نگاہ سے ایک اچھے اثر کا موجب ہوا ہے۔

دوسرے روز کے جلسے میں خود کوتوال صاحب پٹیالہ شامل ہوئے۔ جو ایک نیک مزاج سکھ اور صلح کل مسلک رکھنے والے افسر ہیں۔

خاکسار محمد کرم الٰہی خادم جماعت احمدیہ پٹیالہ

انبالہ میں اتحاد اقوام پر دلچسپ لیکچر

۱۴ اپریل جماعت احمدیہ انبالہ کا ایک تبلیغی جلسہ بعد نماز عشاء گوردوارہ انبالہ میں بصدارت سردار موہن سنگھ صاحب وکیل منعقد ہوا۔ دن میں جلسہ کے متعلق منادی کرائی گئی۔ جلسہ میں ہندو، سکھ، مسلمان کافی تعداد میں شامل ہوئے۔ ڈاکٹر [illegible] صاحب ساکن موگہ نے ہندو مسلم سکھ اتحاد پر تقریر کی۔ فاضل مقرر نے ہندو مسلم سکھ اتحاد پر زور دیتے ہوئے ویدوں کے منتر، گیتا کے شلوک، گرنتھ صاحب کے شبد، قرآن شریف کی آیات اور احادیث نبوی پڑھ کر سنائیں اور ہندو سکھ مسلم تاریخ سے واقعات بیان کرتے ہوئے تینوں قوموں کو آپس میں رواداری اور محبت سے زندگی بسر کرنے کی تلقین کی۔ نیز جماعت احمدیہ کی تبلیغی جد و جہد سے لوگوں کو آگاہ کیا۔ اور جماعت احمدیہ کا صحیح مذہبی نقطہ اتحاد کے بارے میں پیش کیا۔ اور اسلام کے وہ اصول بیان کئے۔ جن پر عمل پیرا ہو کر دنیا کی قومیں امن و چین اور سلامتی سے زندگی بسر کر سکتی ہیں۔ تمام لیکچر معلومات سے پُر تھا اور نہایت مؤثر طریق پر دیا گیا۔ حاضرین نے ہمہ تن گوش ہو کر سنا۔ تمام لیکچر کے مطالب سے اظہار اتفاق کرتے ہوئے لیکچر کے متعلق نہایت درجہ پسندیدگی کا اظہار کیا۔ بعض معزز اور غیر مسلم دوستوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ ڈاکٹر صاحب کو وہ اپنی مذہبی تقریبوں پر لیکچر دینے کے لئے بلائیں گے۔

خاکسار۔ ظہور الدین بٹ بی۔ ایس سی۔ ایل ایل بی انبالہ

(بقیہ کالم اول)

جنک نے اس پر کہا اوم یعنی جی ہاں ٹھیک ہے جنک نے پھر یاگولکیہ سے سوال کیا کہ تینتیس دیوتا کتنے ہیں اس نے جواب دیا تین ہیں جنک نے پھر اسکی تصدیق کرتے ہوئے کہا اوم یعنی ہاں ٹھیک ہے۔ جنک نے چھ دفعہ یہی سوال رشی یاگولکیہ سے کیا پھر اس نے جو جواب دیئے ان سب کی تصدیق جنک نے "اوم" چھ دفعہ کہکر کی۔ ایسے ہی اتریہ برہمن میں اوم ہاں کے معنوں میں آتا ہے۔ صاف لکھا ہے "دیوتاؤں کا تتھا اور انسانوں کا "اوم" (ہاں) کے برابر ہے" یعنی دیوتا لوگ اتنے سچے ہوتے ہیں کہ اگر وہ نہ بھی کردیں تو بھی انسانوں کے ہاں کے برابر ہوتا ہے۔ یہ اوم کا لفظ انہی معنوں میں اور کئی کتابوں میں بھی آتا ہے جس پر مفصل طور پر رسالہ میں لکھا جائے گا۔ ویدوں کی سنسکرت چونکہ بہت پرانی ہے۔ اب ان الفاظ میں کچھ کچھ تبدیلی ہوگئی ہے۔ جیسے دریائے ستلج کا نام ویدوں میں شتدری آتا ہے [illegible] کی زبان میں اس کا نام ستدرو بھی آتا ہے ایسے ہی اوم کی جگہ آجکل کی سنسکرت میں "آم" انہی معنوں میں آتا ہے۔ دیکھیئے (دودا داکھشنی) لہذا اوم خدا کا ذاتی نام نہیں ہے۔ ماحصل یہ کہ سنسکرت کا خداوند عالم کے لئے کوئی ذاتی نام

وصیتیں

نوٹ :۔ وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں۔ کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر کو مطلع کر دے۔ سکرٹری بہشتی مقبرہ

۷۲۱۵ منکہ عبدالسلام عمر ولد حضرت خلیفۃ المسیح الاول سیدنا نورالدین رضی اللہ عنہ قوم قریشی پیشہ زمیندارہ عمر ۳۵ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۸/۴/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت حضرت والد محترم کے متروکات علاقہ سندھ میں لاکھا روڈ ضلع نواب شاہ میں ہے اور میرا گزارہ اس جائیداد کی آمد پر ہے۔ میں اس کے دسویں حصہ کی وصیت کرتا ہوں اس کے علاوہ فی الحال میری اور کوئی آمد نہیں ہے۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بطور وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد اور پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجالس کارپرداز کو دیتا ہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد عبدالسلام عمر۔
گواہ شد :۔ عبدالمنان عمر
گواہ شد :۔ علی محمد اجمیری۔

۷۲۸۸ عائشہ بی بی زوجہ سلطان علی صاحب قوم جٹ عمر ۲۶ سال۔ تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن گجو چک ڈاکخانہ گکھڑ ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۳/۴/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میں اس وقت آٹھ صد روپیہ مہر کی مالکہ ہوں۔ حق مہر کے علاوہ میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ اس جائیداد کے $\frac{1}{8}$ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ اگر کوئی جائیداد میرے مرنے کے بعد ثابت ہو تو اس کے بھی $\frac{1}{8}$ حصہ کی وصیت بحق انجمن مذکور کرتی ہوں
الامۃ :۔ نشان انگوٹھا عائشہ بی بی موصیہ
گواہ شد :۔ نبی بخش والد موصیہ۔

گواہ شد :۔ کرم الٰہی امیر جماعت احمدیہ تلونڈی کھجور والی۔

۷۲۸۴ منکہ سلطان علی ولد حیات محمد قوم چیمہ عمر ۵۰ سال پیدائشی احمدی ساکن گجو چک ڈاکخانہ گکھڑ ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۳/۴/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری ذاتی جائیداد چھبیس گھماؤں زمین غیر منقولہ ہے۔ جس کا میں واحد مالک ہوں۔ اس کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر میرے مرنے کے بعد اس سے زائد جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد سلطان علی نمبردار
گواہ شد نبی بخش گواہ شد کرم الٰہی امیر جماعت احمدیہ تلونڈی کھجور والی۔

۷۱۸۰ منکہ محمد بی بی زوجہ نجات احمد صاحب قوم جٹ عمر ۱۶ سال تاریخ بیعت ۱۹۴۲ء ساکن بکھیواں ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱/۴/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد سوائے حق مہر کے کوئی نہیں ہے میرا حق مہر میرے خاوند کے ذمہ مبلغ یکصد روپیہ ہے۔ اس کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ مالک ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں $\frac{1}{10}$ حصہ دیدونگی تو منہا رقم کر دوں گی۔ اور جو میرے مرنے کے بعد میری جائیداد ثابت ہو۔ اس کے بھی $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی
العبد محمد بی بی موصیہ
گواہ شد :۔ نجات احمد خاوند موصیہ
گواہ شد :۔ محمد عنایت اللہ

۶۱۲۰ منکہ غلام حسین ولد محمود خان قوم جٹ چٹھہ پیشہ ملازمت عمر ۵۶ سال ساکن موہن کی ڈاکخانہ خانکی تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ۔ تاریخ بیعت ۸ جنوری ۱۹۰۸ء بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۳۰/۳ ہش ۱۳۲۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ جائیداد میری منقولہ غیر منقولہ اس وقت حسب ذیل ہے اراضی ملکیت ۱۶ ایکڑ مکان جن کی بازاری قیمت ۱۷۲۵۸/- روپے۔ نقد امانت تحریک جدید پراویڈنٹ فنڈ وغیرہ ۲۷۴۲/- جملہ جائیداد کی مالیت بیس ہزار روپیہ ہے۔ جملہ جائیداد کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ آج کی تاریخ کے بعد جو جائیداد پیدا ہوگی اس کے $\frac{1}{10}$ حصہ پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی میرا گزارہ ملازمت پر ہے ۲۶ روپے ماہوار تنخواہ ملتی ہے۔ ماہوار آمد کا $\frac{1}{10}$ حصہ کی بھی وصیت کرتا ہوں۔ اگر میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائیداد ثابت ہوگی تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔

جائیداد منقولہ وغیر منقولہ موجودہ کی قیمت کا $\frac{1}{10}$ مبلغ دو ہزار روپیہ آج ادا کر دیا ہے۔ کل ماہوار آمد کا $\frac{1}{10}$ حصہ ادا کرتا رہوں گا
العبد :۔ غلام حسین موہن کی
گواہ شد :۔ ولی محمد چک ۱۰۳ ج ب برنالہ ضلع لائل پور
گواہ شد ہدایت اللہ سربراہ نمبردار چک ۳۵ ع ج سرگودھا

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

لاہور ۲۷ر اپریل۔ سردار شوکت حیات خان کو وزارت سے برخاست کرنیکے سلسلہ میں گورنر پنجاب کی طرف سے جو گزٹ جاری کیا گیا ہے۔ اس میں سردار صاحب کے ایک سخت غیر منصفانہ فعل کا ذکر کیا گیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ وہ کیس مسز درگا پرشاد سپرنٹنڈنٹ ایجوکیشن لاہور کارپوریشن سے متعلق ہے۔ جسے حال ہی میں وزیر پبلک ورکس نے برخاست کیا تھا۔ مسز درگا پرشاد جو عیسائی خاتون ہیں۔ اپنی ماتحت ایک لیڈی ٹیچر کو برخاست کیا تھا۔ وزیر پبلک ورکس نے لیڈی ٹیچر کو بحال کر کے مسز درگا پرشاد کو برخاست کر دیا۔

لنڈن ۲۷ر اپریل۔ ایک جرمن نیوز ایجنسی نے اعلان کیا ہے کہ جرمن فوج کے سپریم کمانڈر کرنل جنرل ہیانس ہیوبے ہلاک ہو گئے ہیں۔ آپ ٹینک اکسپرٹ تھے۔ آخری رسوم کے وقت ہٹلر خود موجود تھا۔

واشنگٹن ۲۷ر اپریل۔ سرکاری اعلان مظہر ہے کہ امریکن فوجوں نے جزائر مارشل میں اُکسی لانگ جزیرہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ دشمن نے بہت کم مخالفت کی۔

لنڈن ۲۷ر اپریل۔ مسٹر چرچل نے ہاؤس آف کامنز میں بتایا۔ کہ برطانوی نوآبادیوں کے وزیر اعظموں کی کانفرنس میں نہ صرف وزیر ہند بلکہ سر فیروز خان نون اور مہاراجہ کشمیر بھی شامل ہونگے۔ کانفرنس لنڈن میں منعقد ہوگی۔

لنڈن ۲۷ر اپریل۔ نیوز کرانیکل کے نامہ نگار کا بیان ہے کہ اگر جرمنوں نے روم خالی کر دیا۔ تو بھی برطانیہ اور امریکہ سے کھلا شہر تسلیم نہیں کریں گے۔ جبتک جرمن انزیو اور کاسینو کو جانے والی ریلوے لائن استعمال کرینگے۔ اتحادی گارنٹی نہیں دے سکتے۔ کہ وہ شہر کے کسی حصہ پر حملہ نہیں کریں گے۔

واشنگٹن ۲۷ر اپریل۔ امریکی سینٹ نے بحری اخراجات کے لئے ساڑھے بائیس ارب ڈالر کا بجٹ پاس کیا ہے۔ اب یہ بل وائٹ ہاؤس میں آخری منظوری کے لئے بھیجا جائے گا۔

لاہور ۲۷ر اپریل۔ چھاؤنی لاہور کے رائے بہادر اونکار ناتھ برگھی کا جو مقدمہ چل رہا تھا۔ اور جس میں رائے بہادر صاحب ہائی کورٹ سے بری ہو گئے ہیں۔ اس سلسلہ میں معلوم ہوا ہے کہ اس مقدمہ میں بحث کرنے کے لئے بمبئی کے سابق وزیر مسٹر منشی نے ۵۰ ہزار روپیہ کے لگ بھگ فیس چارج کی۔

لاہور ۲۷ر اپریل۔ معلوم ہوا ہے کہ سردار شوکت حیات خان کی جگہ نیا وزیر ملتان ڈویژن سے لیا جائے گا۔

انقرہ ۲۷ر اپریل۔ برطانیہ سے فوجی مشن یہاں پہنچ گیا ہے۔ تاکہ ترک جرنیلوں سے پھر بات چیت شروع کرے۔ اس بات چیت میں ۲ر فروری کو رکاوٹ پیدا ہو گئی تھی۔ جب برطانوی مشن غیر متوقع طور پر واپس روانہ ہو گیا تھا۔

لنڈن ۲۷ر اپریل۔ برطانیہ نے امریکہ کو جو اڈے پٹے پر دئے ہوئے ہیں اور جن کے متعلق امریکہ کے ایوان نمائندگان کی ایک کمیٹی کی کوشش ہے۔ کہ ان اڈوں پر امریکہ کا مکمل قبضہ رہے۔ آج پارلیمنٹ میں اس کے متعلق سوال کے جواب میں مسٹر چرچل نے کہا کہ موجودہ حالت میں کوئی تبدیلی نہیں کی جائے گی۔ اور ہم اپنا کوئی علاقہ نہیں چھوڑیں گے۔

کلکتہ ۲۷ر اپریل۔ مسٹر جلال الدین ہاشمی ڈپٹی سپیکر بنگال اسمبلی کی گرفتاری کے وارنٹ جاری کئے گئے۔ تو انہوں نے اپنے آپکو پیش کر دیا۔ ان کو ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔ معلوم ہوا ہے کہ تلاسنکھرا کے ڈسٹرکٹ بورڈ کے انتخابات کے دوران میں کچھ گڑبڑ ہو گئی تھی۔ مسٹر ہاشمی کھلنہ ڈسٹرکٹ الیکشن بورڈ کے صدر کے طور پر انتخابات کی نگرانی پر مامور تھے۔

جموں ۲۷ر اپریل۔ حکومت نے ایک اعلان کے ذریعہ ایک لاکھ کے قریب بکروالوں کو غیر ریاستی قرار دے کر زمینداری حقوق سے محروم کر دیا ہے۔

بمبئی ۲۷ر اپریل۔ بمبئی میونسپل کارپوریشن نے آج بے گھر لوگوں کے لئے کچھ مکان بنانے کی سکیم منظور کی۔ اس سکیم کے مطابق ۱۰ ہزار عارضی کمرے تعمیر کئے جائیں گے۔ شروع شروع میں صرف ایک ہزار کمرے بنائے جائیں گے۔ جن کی لاگت کا تخمینہ دس لاکھ روپیہ ہے۔

لاہور ۲۷ر اپریل۔ آج پنجاب کے وزیر اعظم نے پھر مسٹر جناح سے ملاقات کی۔ جو ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہی ملاقات ختم ہوتے ہی مسٹر جناح نے پنجاب اسمبلی کے بیس ممبروں سے مشورہ کیا۔ جن میں سردار شوکت حیات خان بھی شامل تھے۔

لنڈن ۲۷ر اپریل۔ دار العوام میں مسٹر چرچل سے یونانی بیڑے کی بغاوت کے بارے میں استفسار کیا گیا۔ مسٹر چرچل نے جواب دیا کہ اب بغاوت کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ حکومت برطانیہ شاہ یونان کی وزارت قائم کرنے کے سلسلے میں پوری مدد کرے گی۔

لاہور ۲۷ر اپریل۔ ہندوؤں کی ایک کانفرنس دیوان نریندر ناتھ کی کوٹھی میں منعقد ہوئی جس میں فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ اگر پنجاب میں مسلم لیگ وزارت قائم ہو۔ تو اس سے کوئی ہندو تعاون نہ کرے۔

دہلی ۲۷ر اپریل۔ کل کوہیما کے آس پاس اکا دکا جھڑپیں ہوتی رہیں۔ بشن پورہ کے مغرب میں ہماری چوکیوں پر دشمن نے حملہ کیا۔ جس کا منہ توڑ جواب دیا گیا۔ امپھل سے کوہیما اور امپھل سے ککھرول جانے والی سڑکوں پر کارروائی جاری رہی۔ شمالی برما میں میڈانگ کی وادی میں ایک مقام پر قبضہ کر لیا۔ ۲۶ر اپریل کو دشمن کے گیارہ ہوائی جہازوں نے آسام کی سرحد پر ایک ہوائی میدان پر حملہ کیا۔ ان میں سے تین کو برباد کر دیا گیا۔ اور پانچ کو نقصان پہنچایا۔ ۲۶ر اپریل کی رات کو بھاری بمباروں نے مانڈلے پر حملہ کیا۔ اور وہاں آگ لگا دی۔ بوتھیڈانگ کی چوکیوں پر حملے کئے گئے۔ ان کارروائیوں میں ہمارے چار ہوائی جہاز لاپتہ ہیں۔

واشنگٹن ۲۷ر اپریل۔ نیوگنی میں آسٹریلوی فوجیں میڈانگ کی چھاؤنی میں داخل ہو گئی ہیں۔ جہاں بہت سا جنگی سامان ان کے ہاتھ آیا۔ شمال کی طرف امریکی جہازوں نے ایک ہوائی اڈے سے کام لینا شروع کر دیا ہے۔ جاپانی جن راستوں سے بچکر نکل سکتے تھے۔ امریکی ہوائی جہاز ان پر بمباری کر رہے ہیں۔

دہلی ۲۷ر اپریل۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ بمبئی کی گودیوں میں آگ لگنے سے گورنمنٹ کو بڑا دکھ محسوس ہوا ہے اور وہ تحقیقات کے لئے جلد سے جلد کمیشن مقرر کرنے والی ہے۔ جس کا صدر ہائیکورٹ کا جج ہوگا۔ یہ کمیشن تحقیقات کرے گا۔ کہ آگ کس طرح لگی۔ اور یہ بھی کہ آگ لگنے کے بعد افسروں نے جو کارروائی کی وہ کافی تھی یا نہیں۔ نقصان رسیدہ لوگوں کو معاوضہ دینے پر بھی غور کیا جائے گا۔ مصیبت زدوں کی امداد کے لئے گورنمنٹ ہند نے پانچ لاکھ روپیہ گورنر بمبئی کو دیا ہے۔

بمبئی ۲۷ر اپریل۔ مشرق وسطیٰ میں اڑھائی سال جنگی خدمات سر انجام دینے کے بعد آج بمبئی میں چار سو ہندوستانی سپاہی پہنچے۔ جن کا پر جوش استقبال کیا گیا۔

لاہور ۲۷ر اپریل۔ کل سات دن کے بعد مسٹر جناح اور پنجاب کے وزیر اعظم ملک خضر حیات کی گفتگو ختم ہو گئی۔ وزیر اعظم نے ایک بیان میں بتایا ہے۔ کہ وہ کیوں مسٹر جناح کی تجویزیں نہیں مان سکتے۔ مسٹر جناح کے مطالبات یہ تھے کہ پنجاب اسمبلی کا ہر ممبر اعلان کرے کہ وہ مسلم لیگ کے احکام کی تعمیل کریگا۔ دوسرے یہ کہ پارٹی کا نام یونینسٹ کی بجائے مسلم لیگ کولیشن رکھ جائے۔ ملک خضر حیات خان نے اپنے بیان میں بتایا ہے۔ کہ یہ مطالبات چونکہ صوبہ کے مسلمانوں کے بہترین مفاد کے خلاف ہیں۔ نیز غیر مسلموں سے جو وعدے کئے گئے ان کے بھی خلاف ہیں۔ اس لئے میں انہیں مان نہیں سکتا۔ مسٹر جناح نے اعلان کیا ہے۔ کہ میں نے ملک خضر حیات خان کو دو چٹھیاں بھیجیں۔ مگر انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اب مسلم لیگ مناسب کارروائی کرے۔

لاہور ۲۸ر اپریل۔ اعلان کیا گیا ہے کہ میر مقبول محمود اور اللہ یار خان دولتانہ نے پارلیمنٹ سیکرٹری کے عہدے سے استعفیٰ دے دیا ہے۔